www.KitaboSunnat.com

حافظہ مریم مدنی

آپکے سوالوں کے جوابات

ستر و حجاب ...... دینی اور تہذیبی تصورات کی روشنی میں!

ملک میں نفاذِ شریعت کے حوالے سے بعض اسلام دشمن لابیوں کے پردہ کے بارے میں کئے جانیوالے پروپیگنڈہ کے تناظر میں روزنامہ 'جنگ' نے گذشتہ دنوں چند سوالات ترتیب دیے اور ادارہ محدث سے ان کی بابت شرعی رائے طلب کی۔ ان سوالات کی نوعیت ان سے مختلف ہے جن میں شرعی رائے معلوم کرنے کا مقصد عموماً اس پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ سوالات اس مغرب زدہ ذہن کی عکاسی کرتے ہیں جن سے بعض اوقات تو اسلام پر تنقید کے نئے دروازے کھولنا اور بعض اوقات صرف نظری بحث تک ہی کفایت کرنا مقصود ہوتا ہے۔ پردہ اور اسلامی ستر و حجاب کی حقیقت اور نوعیت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ سوال صرف اس ایمانی غیرت و جذبے کا ہے جس کی بنا پر مسلمان کے لئے اس صریح حکم اسلامی کو بجا لائے بنا چارہ نہ رہے...... علاوہ ازیں ان سوالات کا زیادہ تر تعلق اصل موضوع کی بجائے دعوتِ دین کی حکمت عملی سے بھی ہے جس کو بجا لانا دورِ جدید کے مخصوص تناظر میں از حد ضروری بلکہ دینی تقاضا ہے۔ اسی کے پیش نظر درج ذیل جوابات دیے گئے ہیں (ادارہ)

سوال ۱: ستر و حجاب کا اسلام میں کیا مقام ہے؟

ا۔ ستر و حجاب اسلام میں نسوانی تہذیب کا ایک شعار ہے۔ اسلام کا نام آتے ہی عورت کے بارے میں جو تاثر قائم ہوتا ہے۔ وہ حیادار، پردہ میں لپٹی ہوئی خاتون کا ہے۔ اسی لیے مشرقی ممالک میں عورتوں کو مستورات کہتے ہیں۔ عربی زبان میں عورت کا لفظ پردے والی اور حیادار چیز کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں تین اوقات جن میں بچوں اور خادموں کو بھی بغیر اجازت خلوت خانوں میں داخل ہونے کی ممانعت کی گئی ہے، ان اوقات کیلئے عورت کا لفظ ہی استعمال کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے ﴿ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ﴾ (سورۂ نور ۲۴: ۵۸) یعنی عشاء کی نماز کے بعد، صبح کی نماز سے قبل اور دوپہر کے آرام کے وقت، یہ تین اوقات تمہارے لئے عورت ہیں۔

سوال ۲: کیا مشرقی اور اسلامی تہذیب میں کوئی فرق ہے؟

چونکہ اسلام زیادہ تر مشرق میں پھیلا اور وہیں اس کی معاشرتی اقدار قائم ہوئیں۔ اس لیے عام طور پر مشرق اور اسلام کو ایک ہی سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسلام الہامی تعلیمات کا نام ہے خواہ وہ مشرق میں رائج ہوں یا مغرب میں۔ البتہ مشرقی علاقوں میں مسلمانوں کی عمومی بود وباش کی وجہ سے اسلامی اقدار بچی کھچی صورت میں زیادہ تر یہیں موجود ہیں جبکہ مغرب عمومی طور پر حیاباختہ تہذیب کا حامل ہے۔ اس میں نہ صرف مرد و عورت کی جنس کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ ماں بہن کے رشتوں کا تقدس بھی موجود نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اپنے سائنسی اور تکنیکی ترقی کی بدولت مغرب جہاں مشرقی ممالک پر سامراج کی صورت چھایا رہا وہاں وہ اپنی ثقافتی یلغار قائم کیے ہوئے ہے۔ صورتحال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ترقی کے نام پر مشرقی ممالک میں ستر و حجاب کا مسئلہ تہذیبی تصادم کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

البتہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ مشرقی معاشروں میں اسلامی تہذیب کی چند بنیادی قدریں موجود ہیں جبکہ مغرب ان سے بالکل عاری ہے۔ تاہم اسلام کو مشرق و مغرب سے کوئی خصوصی علاقائی تعلق نہیں۔اس کی تعلیمات آفاقی ہیں اور عملی طور پر اسلام کا رویہ معاشروں سے ایسا ہوتا ہے کہ معاشروں کی ایسی قدریں جن میں خیر و شر یا حسن و قبح کا سوال پیدا نہیں ہوتا، اسلام ان سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔ اسلام نے مرد و عورت کی صنفی صلاحیتوں اور امتیازات کی بنا پر دونوں کے مختلف دائرہ کار متعین کیے ہیں۔ چونکہ اللہ رب العالمین بنی نوع انسان کی دونوں صنفوں مرد اور عورت کا خالق ہے اس لئے اسے دونوں کی خصوصیات کا بخوبی علم ہے لہذا اس نے دونوں کی صلاحیتوں کے مناسب دائرہ کار رکھے ہیں اور ان کے مطابق ہی ان کے شعار نمایاں کیے ہیں۔ گویا اسلامی تعلیمات میں عورت حیا کی پتلی، گھر کی زینت اور حرمت کی حامل (محترم شخصیت) ہے۔اس لیے اسلام نے جہاں مرد کو اس کا محافظ بنایا ہے وہاں اسی حفاظتی ضرورت کے پیش نظر عورت کو چند قدروں کا پابند بھی کیا ہے جس میں ایک ستر و حجاب بھی ہے۔

سوال ۳ : ستر و حجاب کی کیا حدود ہیں؟

اسلام میں عورت سر سے پاؤں تک مستور ہے جس میں صرف اس کا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کا کچھ حصہ ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن غیروں کیلئے زینت ہونے کی بنا پر یہ چیزیں بھی کشش کا باعث ہوتی ہیں، اس لیے عورت کو حجاب کا بھی حکم دیا ہے۔ تاہم علاقائی اور موسمی تقاضوں کے پیش نظر ساتر ہونے کے علاوہ جس طرح لباس کیلئے کوئی مخصوص وضع قطع متعین نہیں کی گئی، اسی طرح حجاب کے لیے بھی پردہ کے علاوہ برقعوں کی کوئی خاص صورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ممالک میں تاریخی ارتقاء کے ساتھ ساتھ ستر و حجاب کے لئے نئے نئے طریقے اختیار کیے جاتے رہے ہیں جس سے مقصود عورت کو غیر محرم کی نظر سے کلی طور پر مستور رکھنا رہا۔ اسلام عورت کو غیر محرم کے ساتھ خلوت سے اجتناب کرنے کے علاوہ گفتار میں لوچ اور رفتار میں بے باکی سے بچنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔ قرآن مجید نے ان دونوں باتوں کا واضح الفاظ میں حکم دیا ہے۔ عورتوں کے لئے ارشاد ہے :

﴿ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ.... ﴾ تم نرم لہجے میں بات مت کرو کہ جس سے بیمار دل میں کوئی غلط خیال پیدا ہو (احزاب ۳۳ : ۳۲)...... ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ﴾ اور زور زور سے پاؤں مار کر مت چلو کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے (سورۂ نور ۲۴ : ۳۱)

ان ہدایات کے باوجود جو شریعت سے بے بہرہ بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ پردہ صرف دل کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے، وہ مغرب زدگی کی بنا پر پردے کے شرعی احکام سے رخصت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی باتیں اسلامی مقاصد سے کس طرح ہم آہنگ ہو سکتی ہیں۔ البتہ یہ درست ہے کہ اسلام کے تہذیبی مظاہر کے پیچھے مقاصد کی روح نظر انداز نہیں ہونی چاہیے جس طرح آج کل ہماری عبادات بھی اس سے خالی ہو رہی ہیں۔ جس کا نوحہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا ع رہ گئی رسم اذان، روحِ بلالی نہ رہی

لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ روح کے نام سے ہم مظاہر تہذیب بھی کھو بیٹھیں۔ اسلام عبادات اور تہذیب دونوں کا حامل ہے۔ جن کی بنیادیں ہمارے عقیدے اور ثقافتی افکار کی صورت میں قائم ہیں۔ مغرب کی سائنسی ترقی سے استفادے کی دوڑ میں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم وہ سائنسی ترقی تو پا نہ سکیں لیکن مغرب اپنے جس اخلاقی اور خاندانی نظام کی ابتری پر نوحہ کناں ہے ہم بھی اس سے دوچار ہو کر اپنے تہذیبی جواہر پاروں سے محروم ہو کر رہ جائیں۔

سوال ۴ : کیا سڑکوں پر بے پردہ نظر آنے والی خواتین کو پردہ کرنے کی تلقین کی جاسکتی ہے ؟

جواب : اصل سوال یہ نہیں کہ سڑکوں پر بے پردہ نظر آنے والی خواتین کو پردہ کرنے کی تلقین کی جاسکتی ہے یا نہیں! بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا تلقین کے ذریعے آپ کسی کو پردہ کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں ؟ جس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

اسلام کا اپنا مکمل نظام حیات ہے۔ جب تک افراد کو ایسا موافق ماحول نہ دیا جائے اور اسی نقطہ نظر سے ان کی ذہنی اور عملی تربیت نہ ہو، اس وقت تک معاشرے کے افراد سے یہ توقع کرنا بیکار ہوگا کہ وہ اسلامی تہذیب میں رنگے جائیں۔ ہمیں پہلے ایسے معاشرتی نظام کو تدریجی مراحل سے گزارتے ہوئے اس معیار تک لانا ہوگا کہ معاشرے کے لیے ہماری تلقین قابل قبول ہو سکے۔ گویا افراد کی ذہنی تربیت پہلے ہوگی پھر تلقین کا فائدہ...... لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک اہم فریضہ ہے۔ جسے مسلمانوں کو ہر صورت انجام دینا ہے۔

اس کی بعض صورتیں حکومت کے ساتھ خاص ہوں گی کیونکہ اس کے لئے طاقت کی ضرورت ہے جس کا اہتمام حکومت کی طرف سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ صورتِ مسئولہ میں بھی حکومتی انتظام کیا جاسکتا ہے اور حکومت کے کارندے ہی سر عام بے پردہ عورتوں کو کہہ اور ٹوک سکتے ہیں جیسے قانون شکنی پر دارو گیر کا اہتمام ہوتا ہے تاہم جہاں مسئلہ صرف وعظ و نصیحت کا ہو، وہاں ہر مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن منکر کا پابند ہے۔

سوال ۵ : گھر کی چار دیواری کے اندر کس کس سے پردہ کرنا چاہیے ؟

جواب : اسلام کے معاشرتی نظام میں ایک گھر کی چار دیواری کے اندر عموماً وہی لوگ رہائش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پذیر ہوتے ہیں جن سے حرمت کا مقدس رشتہ قائم ہو۔ مثلاً میاں بیوی، والدین، بہن بھائی اور اولاد وغیرہ۔ لیکن اگر کسی مشترکہ خاندانی سسٹم میں غیر محرم افراد بھی موجود ہوں جیسے دیور، جیٹھ وغیرہ تو ان سے مناسب پردہ ضروری ہوگا۔ اسی طرح تمام کزنز خواہ چچازاد ہوں یاماموں یا خالہ کے بیٹوں سے بھی۔

واضح رہے کہ بہنوئی، خالو اور پھوپھا بھی غیر محرم کی فہرست میں شامل ہیں۔

سوال ۶ : جس گھر کی خواتین پردہ نہیں کرتیں اس گھر کے مرد حضرات کی کیا ذمہ داری ہے ؟

جواب : مرد مکمل طور پر اپنے زیر اہتمام افرادِ خانہ کے ذمہ دار ہیں۔ وہ قرآن کی رو سے عورتوں کے 'قوام' ہیں۔ یقیناً ایک باپ بیٹی کے، بھائی بہن کے اور شوہر بیوی کے معاملات میں کوتاہی کے ذمہ دار ہیں کیونکہ اسلام کے تصورِ معاشرت میں یہ تمام افراد مل کر خاندان بنتے ہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ

ع نسوانیتِ زن کا محافظ ہے فقط مرد

سوال ۷ : مخلوط تعلیمی اداروں میں بے پردہ بچیوں کیلئے کیا اسلامی احکامات ہیں ؟

جواب : اسلام میں عورت اور مرد کے اختلاط کا کوئی تصور نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے پاکیزہ دور میں بھی ازواجِ مطہرات اور عام مسلمان عورتوں کو مردوں سے اختلاط کرنے سے روکا گیا۔ جب اسلام نے معاملات حیات میں عورت اور مرد کا دائرہ کار الگ کردیا ہے تو آپ یہ کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ تعلیمی اداروں میں مخلوط معاشرت پروان چڑھ سکے ؟ یہ بات تو اسلام کی بنیاد سے ہی ہم آہنگ نہیں ہے۔

اہلِ قلم حضرات سے گذارشات

اصحابِ قلم اور اہل علم وتحقیق سے گذارش ہے کہ اپنے مقالات میں موضوع کا تحقیقی اور کامل جائزہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کے حوالے دیں۔ علمائے سلف اور ائمہ دین کے موقف سے بھی امکانی حد تک استشہاد کریں اور ضعیف احادیث سے کلی اجتناب کریں۔

واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں کئے جاتے۔ محدث کو ارسال کئے جانے والے مضامین ادارہ سے معذرت موصول ہونے کے بعد کسی اور جگہ اشاعت کے لئے دیں۔ کسی معاصر پرچے میں شائع ہوچکنے کے بعد تیار شدہ مضامین بھی اشاعت سے روک لئے جاتے ہیں۔

مناسب ہوگا اگر عام پیش آمدہ مسائل پر اسلامی نقطہ نظر، کسی متنازع مسئلے میں غیر جانبدارانہ تحقیق جدید فقہی مسائل میں بحوث اور حدیث وعلومِ حدیث سے متعلقہ موضوعات کو زیر بحث لایا جائے۔

واضح رہے کہ محدث میں مضامین کا انتخاب مجلس ادارت کے باہمی مشورے سے ہی کیا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ